

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلَیْ آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ.

دُعا مؤمن کا عظیم ہتھیار

دعا کی حقیقت:

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا اور بلانا، شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور درخواست کرنے کو دعا کہتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ** (سورة الزمر: ۸) جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا ہے: **الدُّعَاءُ مُخَّ الْعِبَادَةِ** (ترمذی۔ باب ماجاء فی فضل الدُّعَاءِ) یعنی دُعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ** (ترمذی۔ باب ماجاء فی فضل الدُّعَاءِ) دُعا عین عبادت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کرام و صالحین کی دعاؤں کا ذکر اپنے پاک کلام (قرآن کریم) میں متعدد مرتبہ فرمایا ہے۔

دُعا کی ضرورت:

ہر شخص محتاج ہے اور زمین و آسمان کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں، وہی سائلوں کو عطا کرتا ہے، ارشاد باری ہے: **وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ** (سورة محمد: ۳۸) اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔ انسان کی محتاجی اور فقیری کا تقاضہ یہی ہے کہ بندہ اپنے مولیٰ سے اپنی حاجت و ضرورت کو مانگے اور اپنے کسی بھی عمل کے ذریعہ اللہ سے بے نیازی کا شائبہ بھی نہ ہونے دے کیونکہ یہ مقام عبدیت اور دعا کے منافی ہے۔

دُعا کی اہمیت:

دعا کی اہمیت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں اپنے بندوں کو نہ صرف دُعا مانگنے کی تعلیم دی ہے بلکہ دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ نیز ارشاد باری ہے: **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ، فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ**. (سورة البقرة: ۱۸۶) (اے پیغمبر) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (فرمادے کہ) میں قریب ہی ہوں، جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار

سنتا ہوں۔ غرضیکہ دعا قبول کرنے والا خود ضمانت دے رہا ہے کہ دعا قبول کی جاتی ہے، اس سے بڑھ کر دعا کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المؤمن: ۶۰) تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی ترغیب دی ہے، بلکہ اس کے فضائل اور آداب بھی بیان فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الدُّعَاءِ (ابن ماجہ۔ باب فضل الدعاء) اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کوئی عمل عزیز نہیں ہے۔ یعنی انسانوں کے اعمال میں دعا ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ فَتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ..... (ترمذی) تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی دُعا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے دُعا کو مومن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی طاقت بتایا ہے، (الدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ) (رواہ ابو یعلیٰ وغیرہ)۔ دُعا کو ہتھیار سے تشبیہ دینے کی خاص حکمت یہی ہو سکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے حملہ وغیرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا بھی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پروردگار میں بدرجہ عافیت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس کر دے، یعنی کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے۔ (سنن ابی داؤد) حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد درحقیقت سائل کے لئے اُمید کی کرن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کریم ہے جو مانگنے والوں کو کبھی محروم نہیں کرتا اور بندہ کی مصلحت کے مطابق ضرور عطا کرتا ہے۔

قرآن وحدیث سے جہاں دُعا کی اہمیت و فضیلت اور پسندیدگی معلوم ہوتی ہے، وہیں احادیث میں دُعا نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بھی وعید آئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ لَمْ

يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضِبُ عَلَيْهِ (ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدعاء) جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی نہیں ہے جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو، حتیٰ کہ والدین بھی اولاد کے ہر وقت مانگنے اور سوال کرنے سے چڑھ جاتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ کرنا تکبر کی علامت ہے اور مانگنے پر اسے پیارا آتا ہے۔

دُعا کے چند اہم آداب:

دعا چونکہ ایک اہم عبادت ہے، اس لئے اس کے آداب بھی قابل لحاظ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے دُعا کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں، دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ احادیث میں دعا کے لئے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے، جن کو ملحوظ رکھ کر دُعا کرنا بلاشبہ قبولیت کی علامت ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو ایسا نہ کرے کہ دُعا ہی کو چھوڑ دے، دعا ان شاء اللہ ہر حال میں مفید ہے۔ آداب دعا میں بعض کو رکن یا شرط یا واجب کا درجہ حاصل ہے، جبکہ کچھ چیزیں مستحبات دعا کے زمرہ میں آتی ہیں اور کچھ چیزیں وہ ہیں جن سے دعا کے موقع پر منع کیا گیا ہے، جو منہیات و مکروہات دُعا کہلاتی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

دعا کے چند اہم ارکان، شرائط اور واجبات :

(۱) اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ دُعا کرنا، یعنی یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورتوں کو پوری کرنے والا ہے، ارشاد باری ہے: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (سورۃ المؤمن: ۱۴) تم لوگ اللہ کو خالص اعتقاد کر کے پکارو۔

(۲) دعا کے قبول ہونے کی پوری اُمید رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بلاشبہ قبول کرے گا، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ادْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْاِجَابَةِ (ترمذی) اللہ سے اس طرح دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو۔

(۳) دعا کے وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاضر اور متوجہ رکھنا کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَاَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَّاهٍ (ترمذی) بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دُعا قبول نہیں کرتا جو صرف اوپری دل سے اور توجہ کے بغیر دُعا کرتا ہے۔ غرضیکہ دُعا کے وقت جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور خشوع و خضوع اور سکون قلب و رقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

(۴) دعا کرنے والے کی غذا اور لباس حلال کمائی سے ہونا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دو دراز کا سفر کرے اور

نہایت پریشانی و پراگندگی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتے ہوئے دُعا کرے جب کہ اس کی غذا اور لباس سب حرام سے ہو اور حرام کمائی ہی استعمال کرتا ہو تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (صحیح مسلم)

(۵) دُعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی دُعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی و ثنا سے دُعا کا آغاز کرے پھر مجھ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے مانگے۔ (ترمذی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک کہ رسول اللہ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

(۶) دعا کے وقت گناہ کا اقرار کرنا، یعنی پہلے گناہ سے باہر نکلنا، اس پر ندامت کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔
(۷) دعا آہستہ اور پست آواز سے کرنا یعنی دعا میں آواز بلند نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اذْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً (سورۃ الاعراف: ۵۵) تم لوگ اپنے پروردگار سے دُعا کیا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ۔ (البتہ اجتماعی دعا تھوڑی آواز کے ساتھ کریں)۔

دعا کے چند اہم مستحبات: وہ امور جن کا دُعا کے وقت اہتمام کرنا اولیٰ و بہتر ہے:

- (۱) دعا سے پہلے کوئی نیک کام مثلاً نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کا اہتمام کرنا۔
- (۲) قبلہ کی طرف رُخ کر کے دوڑنا ہو کر بیٹھنا اور دونوں ہاتھوں کا مونڈھوں تک اس طرح اٹھانا کہ ہاتھ ملے رہیں اور انگلیاں بھی ملی ہوں اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوں۔
- (۳) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کر کے دعا کرنا۔
- (۴) اس بات کی کوشش کرنا کہ دُعا دل سے نکلے۔
- (۵) دُعا میں اپنے خالق و مالک کے سامنے گڑگڑانا، یعنی رور و کر دعائیں مانگنا یا کم از کم رونے کی صورت بنانا۔
- (۶) دعا کو تین تین مرتبہ مانگنا۔

(۷) دُعا کے وہ الفاظ اختیار کرنا جو قرآن کریم میں آئے ہیں یا جو حضور اکرم ﷺ سے منقول ہیں کیونکہ جو دعائیں قرآن کریم میں آئی ہیں ان کے الفاظ خود قبولیت کی دلیل ہیں اور احادیث میں بھی ان کی فضیلت مذکور ہے اور جو دعائیں حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہیں وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگی۔

(۸) تمام چھوٹی اور بڑی حاجتیں سب اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا۔

(۹) نماز کے بعد اور بالخصوص فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا۔

(۱۰) دعا کرانے والا اور ساتھ میں دعا کرنے والے کا دعا کے بعد آمین کہنا، اور اخیر میں دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لینا۔

منہیات و مکروہاتِ دعا: وہ امور جن کا دعا کے وقت کرنا ممنوع یا مکروہ ہے:

- (۱) دعا کے وقت اسباب کی طرف نظر نہ ہو بلکہ اسباب و تدابیر سے قطع تعلق ہو کہ مسبب الاسباب کی ذات پر یقین رکھنا۔
- (۲) دعا میں حد سے تجاوز کرنا غلط ہے، یعنی کسی ایسے امر کی دعا نہ کرنا جو شرعاً یا عادتاً محال ہو یا جو بات پہلے ہی طے ہو چکی ہو مثلاً یوں نہ کہے کہ فلاں مردہ کو زندہ کر دے یا عورت یہ دعا کرے کہ مجھے مرد بنا دے، ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔
- (۳) دعا میں کسی قسم کا تکلف یا قافیہ بندی نہ کرے کیونکہ یہ امر حضور قلب سے باز رکھتا ہے اور اگر خود بخود بمقتضائے طبیعت قافیہ بندی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

(۴) اپنی جان مال اور اولاد کے لئے بددعا نہ کرے، ممکن ہے کہ قبولیت کی ساعت میں یہ بددعا نکلے اور بعد قبولیت پشیمانی اٹھانی پڑے۔

(۵) دعا کی عدم قبولیت پر مایوس ہو کر دعا کرنا نہ چھوڑنا بلکہ حتی الامکان پر امید رہنا اور دعا قبول ہو یا نہ ہو اپنے مالک کے روبرو ہاتھ پھیلاتے رہنا، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے اور دعا قبول ہو جائے۔

قبولیت دعا کے بعض اوقات و حالات:

یوں تو دعا ہر وقت قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ اوقات و حالات ایسے ہیں جن میں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے، اس لئے ان اوقات و حالات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے:

(۱) شب قدر یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۲) ماہ رمضان المبارک کے تمام دن و رات، اور عید الفطر کی رات۔

(۳) عرفہ کا دن (۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک)۔ (ترمذی)

(۴) مزدلفہ میں ۱۰ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے طلوع آفتاب سے پہلے تک۔

(۵) جمعہ کی رات اور دن۔ (ترمذی، نسائی)

(۶) آدھی رات کے بعد سے صبح صادق تک۔

(۷) ساعت جمعہ۔ احادیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم) مگر اس گھڑی کی تعیین میں روایات اور علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ روایات اور اقوال صحابہؓ و تابعین سے دو وقتوں کی ترجیح ثابت ہے، اول امام کے خطبہ کے لئے ممبر پر جانے سے لے کر نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک (مسلم)، خاص کر دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت۔ خطبہ کے درمیان زبان سے دعا نہ کریں، البتہ دل میں دعا مانگیں، اسی طرح خطیب خطبہ میں

جو دعائیں کرتا ہے ان پر بھی دل ہی دل میں آمین کہہ لیں۔ قبولیت دعا کا دوسرا وقت جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ (ترمذی)

(۸) اذان و اقامت کے درمیان۔ (ترمذی)

(۹) فرض نماز کے بعد۔ (نسائی)

(۱۰) سجدہ کی حالت میں۔ (مسلم)

(۱۱) تلاوت قرآن کے بعد۔ (ترمذی)

(۱۲) آب زم زم پینے کے بعد۔ (متدرک حاکم)

(۱۳) جہاد میں عین لڑائی کے وقت۔ (ابوداؤد)

(۱۴) مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔ (صحاح ستہ)

(۱۵) بارش کے وقت۔ (ابوداؤد)

(۱۶) بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑتے وقت۔ (ترمذی)

دعا قبول ہونے کے چند اہم مقامات:

یوں تو دُعا ہر جگہ قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے۔

(۱) طواف کرتے وقت۔

(۲) ملتزم پر چٹ کر۔ (ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان ہے، ملتزم عربی میں چمٹنے کی جگہ

کو کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس جگہ چٹ کر دُعا کی جاتی ہے اس لئے اس کو ملتزم کہتے ہیں)۔

(۳) حطیم میں خاص کر میزاب رحمت کے نیچے۔

(۴) بیت اللہ شریف کے اندر۔

(۵) صفا و مروہ پر، اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت۔

(۶) مقام ابراہیم کے پیچھے۔

(۷) مشاعر مقدسہ (عرفات، مزدلفہ اور منی) میں۔

(۸) حجرہ اولیٰ اور حجرہ وسطیٰ کی رمی کرنے کے بعد وہاں سے ذرادائیں یا بانئیں جانب ہٹ کر۔

مستجاب الدعوات بندے:

وہ حضرات جن کی دُعا میں قبول ہوتی ہیں اور احادیث میں جن کی دُعاؤں کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے:

(۱) مظلوم کی دعا یعنی ایسا شخص جس پر کسی طرح کا ظلم ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۲) مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعا۔ (بخاری و مسلم)

(۳) والدین کی دُعا میں اولاد کے حق میں تیزی کے ساتھ اثر کرتی ہے، لہذا ہمیشہ ان کی دُعا لیتے رہنا چاہئے اور ان کی بددعا سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ (مسلم)

(۴) اسی طرح وہ اولاد جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور دل و جان سے ان کی خدمت کرے ان کی دُعاؤں میں بھی شانِ قبولیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۵) مسافر یعنی جو اپنے گھر بار اہل و عیال سے دور ہو، مسافر چونکہ اپنے مقام سے دور ہوتا ہے، آرام نہ ملنے کی وجہ سے مجبور اور پریشان ہوتا ہے، جب اپنی مجبوری اور حاجت مندی کی وجہ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا اخلاص سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور صدق دل سے نکلنے کی وجہ سے قبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۶) افطار کے وقت روزہ دار کی دعا کیونکہ یہ وقت لمبی بھوک پیاس کے بعد کھانے پینے کے لئے نفس کے شدید تقاضے کا ہوتا ہے، چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک فریضہ کو انجام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوک پیاس برداشت کی ہے اس لئے روزہ کے اختتام پر بندہ کو یہ مقام دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس وقت دُعا کرے تو ضرور قبول کی جائے۔ (ترمذی)

(۷) ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا بھی مقبول ہے، اپنے لئے تو سب دعا کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی خصوصی اور عمومی دعا کرنی چاہئے، خواہ کوئی دعا کے لئے کہے یا نہ کہے، دوسروں کے لئے دعا کرتے رہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ سب دعاؤں سے بڑھ کر جلد از جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لئے ہو۔ (ترمذی) کیونکہ یہ دعا ریا کاری سے پاک ہوتی ہے، محض خلوص اور محبت کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور اس میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کی غیر حاضری میں کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ (بھائی کے حق میں تو نے جو دعا کی ہے) تیرے لئے بھی اس جیسی نعمت و دولت کی خوشخبری ہے۔ (مسلم)

(۸) حجاج و معتمرین کی دُعا، جو شخص حج یا عمرہ کے سفر پر نکلا ہو اس کی دعا قبول ہونے کا وعدہ حدیث میں ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج و عمرہ کے مسافر بارگاہ الہی کے خصوصی مہمان ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کی بخشش فرمادے۔ (ابن ماجہ و نسائی)

(۹) مریض اور مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا، احادیث سے ثابت ہے کہ مریض جب تک شفا یاب نہ ہو اور مجاہد جب تک واپس نہ ہو ان

کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کے لئے کہو۔ (ابن ماجہ) مجاہد فی سبیل اللہ، اللہ کے راستہ میں اپنی جان و مال کی قربانی دینے کے لئے نکل کھڑا ہوا تو جب مجاہد دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

دُعا قبول ہونے کی علامت:

دعا قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ کا خوف طاری ہونا، بے اختیار رونا آجانا، بدن کے روئیں کھڑے ہو جانا، اس کے بعد اطمینان قلب اور ایک قسم کی فرحت محسوس ہونا، بدن ہلکا معلوم ہونے لگنا، گویا کندھوں پر سے کسی نے بوجھ اُتار لیا ہو۔ جب ایسی حالت پیدا ہو تو اللہ کی طرف خشوع قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر اس کی خوب حمد و ثنا اور درود کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور مسلمانوں کے لئے گڑگڑا کر دُعا کریں۔ انشاء اللہ اس کیفیت کے ساتھ کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوگی۔ دعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دعا کی قبولیت کا وقت معین ہے اور نا اُمید بھی نہیں ہونا چاہئے اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے نا اُمید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مطلوب سے بہتر کوئی دوسری شے انسان کو عطا فرماتا ہے، یا کوئی آنے والی مصیبت دور کر دیتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعا مظہر عبدیت اور ایک اہم عبادت ہے۔ دعا مضطرب قلوب کے لئے سامان سکون، گمراہوں کے لئے ذریعہ ہدایت، متقیوں کے لئے قرب الہی کا وسیلہ اور گناہگاروں کے لئے اللہ کی بخشش و مغفرت کی باد بہار ہے۔ اس لئے ہمیں دُعا میں ہرگز کاہلی و سستی نہیں کرنی چاہئے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم دشمنوں سے نجات اور طرح طرح کی مصیبتوں کے دور ہونے کے لئے بہت سی تدبیریں کرتے ہیں مگر وہ نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مفید ہے (یعنی دعا)، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس اہم اور مہتم بالشان عبادت کے ارکان و شرائط و واجبات و مستحبات کے ساتھ اور منہیات و مکروہات سے بچتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے سامنے وقتاً فوقتاً خوب دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں اپنے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محمد نجیب سنبھلی قاسمی، ریاض (www.najeebqasmi.com)